سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۰۰

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے ملاتے ہیں سُنّت کے راستے

گُناہوں سے بچنے کا راستہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: گناہوں سے بچنے کا راستہ

نام واعظ: شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دام ظلھم علینا الیٰ مأۃ وعشرین سنۃ

تاریخ وعظ: ۱۴ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۷ دسمبر ۱۹۸۵ء، بروز جمعۃ المبارک

مقام: مسجد اشرف گلشنِ اقبال کراچی

موضوع: گناہوں سے بچنے کا راستہ

مرتب: سید عشرت جمیل میرؔ صاحب خادمِ خاص حضرت والا مد ظلہم العالی

کمپوزِنگ: مفتی محمد عاصم صاحب، مقیم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی

اشاعتِ اوّل: رجب المرجب ۱۴۳۳ھ مطابق جولائی ۲۰۱۲ء

تعداد: ۲۲۰۰

ناشِر: کُتب خَانہ مظہری

گلشن اقبال-۲ کراچی، پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۱۱۸۲

فہرست

عنوانات | صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گناہوں سے بچنے کا راستہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ○

(سورۃ الذّاریات، آیت:۵۵)

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نصیحت فرمائیں، نصیحت ایمان والوں کو مفید ہوتی ہے۔ بس دوستو! اسی وجہ سے یہ محفل منعقد کی جاتی ہے تاکہ قرآن پاک، حدیثِ پاک، فقہاء کرام، علماء دین، مشائخ اور اپنے بزرگوں کی باتیں سنائی جائیں۔ اس سے نصیحت کرنے والے کو بھی نصیحت ہوتی ہے اور آپ کو بھی نصیحت ملتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ نصیحت ایمان والوں کو نفع دیتی ہے۔ چنانچہ مقرر کو بھی نفع ہوتا ہے کیونکہ وہ بھی تو مومن ہے، وہ بھی سوچے گا کہ میں کیا بیان کرتا ہوں اور کیا عمل کرتا ہوں، اپنے قول وفعل میں توازن قائم کرے گا، استغفار کرے گا، اللہ تعالیٰ سے روئے گا اور اپنی کوتاہیوں کو دور کرنے کی فکر کرے گا۔

اس آیت کے ذیل میں علامہ شعرانی الیواقیت والجواھر میں لکھتے ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ مجھ پر کسی کی نصیحت اثر نہیں کرتی، میں چکنا گھڑا ہوں، مجھ پر کتنا بھی پانی بہاؤ کوئی اثر نہیں ہوتا، مجھے کسی وعظ ونصیحت سے نفع نہیں ہوتا حالانکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ ایمان والوں پر نصیحت اثر کرتی ہے اور تم کہتے

ہو کہ مجھ پر نصیحت اثر نہیں کرتی تو معلوم ہوا کہ تمہارے ایمان میں شبہ ہے، ایسا شخص اپنے ایمان کی خیر منائے، اللہ کے آگے روئے تا کہ اس پر اللہ کی رحمت ہو اور اللہ دین کی سمجھ عطا فرمائے۔

فہمِ دین صحبت اہل اللہ سے ملتی ہے

ایک من علم کے لیے دس من عقل و فہم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے علم کے ساتھ ساتھ اللہ والوں کی صحبتوں سے دین کی سمجھ بھی حاصل کرنی چاہیے، خالی علم سے ذہن میں وہ تیزی، ذکاوت اور نورانیت نہیں آتی جب تک اہل اللہ کی صحبت نہ اختیار کریں۔

دین کی سمجھ کا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ایک شخص نے کہا کہ میری شادی کے لیے دعا کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا کہ استغفار کیا کرو۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت! استغفار سے شادی کا کیا تعلق ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نوح میں وعدہ فرمایا ہے:

﴿اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ○ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ○ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ○﴾

(سورۂ نوح، آیات: ۱۲-۱۱-۱۰)

تم اپنے رب سے استغفار کرو، وہ بڑے غفور اور رحیم ہیں۔ آسمان سے بارش نازل ہوگی، قحط دور ہوگا اور مال و اولاد بھی دیں گے۔ باغات بھی دیں گے اور نہریں بھی دیں گے۔ اس نے کہا حضرت! اس میں ایسا تو کوئی ذکر نہیں آیا کہ شادی بھی ہوگی اور بیوی بھی ملے گی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا کہ تم بڑے عجیب آدمی ہو، کیا اولاد کا وعدہ نہیں ہے؟ تو جب اولاد دیں گے تو بیوی کے بغیر دیں گے؟ جب اولاد کا وعدہ ہے تو اس کا مطلب ہے کہ شادی ہوگی تب ہی تو اولاد ملے گی۔ یہ ہے تفقہ اور علم میں برکت جو اہل اللہ کی صحبتوں سے

حاصل ہوتی ہے، لوگ یہ آیتیں پڑھتے رہتے ہیں لیکن کسی کا ذہن اس طرف نہیں گیا کہ استغفار کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے شادی ہونے اور بیوی ملنے کا بھی اعلان ہے۔ اسی ذکاوت اور تفقہ پر ایک اور واقعہ یاد آ گیا۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ کھڑے ہو کر پڑھتے تھے یا بیٹھ کر تو آپ نے فرمایا کیا تم نے یہ آیت تلاوت نہیں کی:

﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ط﴾

(سورۃ الجمعۃ، آیت:۱۱)

کہ میرے نبی کو قائم یعنی کھڑا ہوا چھوڑ گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے۔ نیا نیا اسلام آیا تھا، ابھی صحابہ کی مکمل تربیت نہیں ہوئی تھی، وہ قانون نہیں جانتے تھے، ان کو یہ پتا نہیں تھا کہ خطبہ چھوڑ کر جانا ناجائز ہے۔ اس وقت شدید قحط تھا، انہوں نے سوچا کہ اگر ہم نہیں جائیں گے تو غلہ ختم ہو جائے گا، لیکن سب نہیں گئے تھے، بارہ صحابہ رہ گئے تھے۔ علامہ آلوسی نے نقل کیا ہے کہ اگر یہ بارہ صحابی بھی نہ رہتے تو اللہ کے غضب کی آگ برس جاتی، ان کے طفیل سب بچ گئے تو حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت سے ثابت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دے رہے تھے تو کھڑے تھے جس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کا خطبہ کھڑے ہو کر دینا قرآن سے ثابت ہے۔ یہ ہے تفقہ، علم کی صحیح سمجھ، عام آدمی کا ذہن اس طرف نہیں جاتا۔

غیر شرعی تقریبات میں شرکت کا حکم

ایک مسئلہ یاد آ گیا، اسے بھی بتانا ہے کہ جس مجلس میں کوئی نافرمانی ہو رہی ہو، چاہے وہ ولیمہ کی دعوت ہو یا شادی بیاہ کی یا کوئی جلسہ ہو غرض کسی قسم کی

کوئی بھی تقریب ہو اگر وہاں شریعت کے خلاف کوئی کام ہو رہا ہو مثلاً مرد اور بے پردہ عورتیں آپس میں مل جل رہے ہوں، فوٹو کھینچ رہے ہوں یا مووی بن رہی ہو تو ایسی تقریب میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لَا یَجُوْزُ الْحُضُوْرُ عِنْدَ مَجْلِسٍ فِیْهِ الْمَحْظُوْرُ ایسی مجلس میں جانا جائز نہیں جس میں شریعت کے خلاف کوئی کام ہو رہا ہو۔

اس میں دوسری صورت یہ ہے کہ تقریب تو شریعت کے موافق ہو مثلاً دعوتِ ولیمہ اور شریعت کے مطابق خواتین کے پردہ کا بھی اہتمام ہو لیکن جب کھانا کھانے بیٹھے تو بعض لوگوں نے غیبتیں شروع کر دیں، لہٰذا اب ایسی جگہ سے فرار اختیار کرنا چاہیے، غیبت سننا حرام ہے کہ نہیں، لہٰذا اب وہاں سے فوراً اٹھ جانا واجب ہے، یہ نہیں کہ مرغی کی ٹانگ پلیٹ میں رکھ چکے ہیں اب چوس ہی لیں تب اٹھیں گے، ایک منٹ بھی دیر کر دی تو گنہگار ہو گے، یہ کہہ کر فوراً اٹھیں کہ اب غیبت شروع ہو گئی، اگر آپ بند کرتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ میں جاتا ہوں۔

فوٹو گرافی شیطانی عمل ہے

تیسری صورت یہ ہے کہ دعوتِ ولیمہ کھاتے کھاتے اچانک فوٹو گرافر کی جماعت آ گئی۔ افسوس! اس زمانے میں تو لوگ ناجائز کو ناجائز ہی نہیں سمجھتے، بیماری کو بیماری نہیں سمجھتے، شیطانی کاموں کو شیطانی کام نہیں سمجھتے، کہتے ہیں کہ یہ سب مولویوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں، ہم کوئی بت تھوڑی بنا رہے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ بس مٹی کی مورتی اور بت وغیرہ بنانا منع ہے حالانکہ حدیثوں میں صراحۃً موجود ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دروازے پر ایک پردہ تھا، اس میں چھوٹی چھوٹی تصویریں بنی ہوئی تھیں، یہ تصویریں پردے پر تھیں، سنگِ مرمر یا مٹی کے بت نہیں تھے، لیکن یہ تصویریں دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب مصور کو ہوگا۔ اور جب تک وہ پردہ نہیں ہٹا دیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر داخل نہیں ہوئے۔

جہاں تصویر کشی ہورہی ہوتی تھی وہاں علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ ڈنڈا لے کر تصویر بنانے والوں کو دوڑا لیتے تھے۔ یا تو اتنی طاقت ہو کہ ڈانٹ ڈپٹ کر اس کو بھگا دو لیکن اگر ڈانٹ ڈپٹ سے بھی وہ نہیں بیٹھے تو چاہے وہ دوسروں کی تصویر بنارہا ہو، آپ کی نہ بنارہا ہو تو بھی چونکہ اس مجلس میں منکر اور شریعت کے خلاف کام ہو رہا ہے لہٰذا وہاں سے اٹھ جانا چاہیے۔ غیر مقتدا کسی دوسرے کمرے میں جہاں منکر نہ ہورہا ہو، خلافِ شرع کام نہ ہورہا ہو بیٹھ سکتا ہے لیکن مقتداء کو وہاں بھی الگ ہو کر نہیں بیٹھنا چاہیے، جہاں کوئی ناجائز کام ہورہا ہو اس کے قریب میں بھی مقتداء کے لیے بیٹھنا صحیح نہیں ہے، ایسے کھانے سے نہ کھانا اچھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی خطاؤں کو معاف فرمائے اور توفیقِ توبہ نصیب فرمائے، آمین۔

بعض اوقات لوگ دعوت دیتے وقت وعدہ کر لیتے ہیں کہ دعوت میں کوئی غیر شرعی کام نہیں ہوگا، لیکن تجربہ یہی ہے کہ عموماً ایسے وعدے پورے نہیں ہوتے۔ تقریب کے عین درمیان میں اچانک تصویر کشی شروع ہوجاتی ہے، دعوت دینے والے بھی معذرت کرتے ہیں کہ میرا سالا امریکہ سے کیمرہ لایا ہے، سمجھانے پر بھی تصویر کھینچنے سے باز نہیں آرہا ہے، سالے نے سارا مصالحہ خراب کر دیا ہے۔ آج کل تو اسی میں خیر معلوم ہوتی ہے کہ ایسی دعوتوں میں شرکت سے باز آؤ، کسی کی کوئی بات نہ سنو، کسی کا کوئی انتظام و نتظام نہیں ہوتا۔

تفاخر کرنے والوں کی دعوت قبول کرنا ممنوع ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تفاخر کرنے والوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔ تفاخر کس چیز کا نام ہے کہ انسان دس ہزار آدمیوں کو جمع

کر لے اور دو لاکھ روپے روشنی اور پنڈال پر خرچ کر دے۔ یہ تفاخر نہیں ہے؟ جس کام پر دو لاکھ خرچ کیے ہیں وہ کام بیس ہزار سے بھی ہوسکتا تھا۔ اگر کسی کے پاس دولت کی فراوانی ہے تو اس دولت سے مسجد بنا دے، صدقہ جاریہ ہو جائے گا، شادی بیاہ میں خرچہ کم سے کم کرو۔ حدیثِ پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

((اِنَّ اَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مَئُوْنَۃً))

(مشکاۃُ المصابیح، کتابُ النکاح)

بابرکت نکاح وہ ہے اَیْسَرُہٗ مَئُوْنَۃً جس میں خرچ زیادہ نہ ہو۔ جتنا ہو سکے سادگی سے نکاح کرو۔ اس سے غریب لوگوں کو بھی سادگی اختیار کرنے کا راستہ ملے گا۔ غریب لوگ اپنی بیٹیوں کو بٹھائے رکھتے ہیں کہ میرے بھائی نے تو اتنا خرچ کیا میں کہاں سے لاؤں؟ اگر کم خرچہ کرتا ہے تو لوگ اس کو حقیر سمجھتے ہیں کہ دیکھو اس کے بھائی نے تو بڑے ٹھاٹھ سے شادی کی لیکن یہ بھائی پھٹیچر ہے۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ افسوس! ان رسومات نے دنیا کو عذاب بنا دیا ہے، عقل میں ایسا گوبر بھرا ہوا ہے کہ لوگوں کا ذہن اس طرف نہیں جاتا کہ معاشرہ عذاب میں مبتلا ہو رہا ہے۔ اگر سب لوگ سادگی اختیار کر لیں تو ان شاء اللہ راستہ بالکل آسان ہے، بڑی آسانی سے شادی بیاہ ہو جائیں گے، مگر آج کل تو سودے طے ہوتے ہیں کہ صاحب میں اپنے لڑکے کی شادی کروں گا آپ کیا کیا دیں گے؟ ذرا اس کی لسٹ تو دِکھا دیں تب میں رشتہ دوں گا اپنے بیٹے کا۔ کیا یہ رشوت نہیں ہے؟ سوال نہیں ہے؟ بھیک مانگنا نہیں ہے؟ یہ حرام نہیں ہے؟ غنی اور مال دار کا سوال کرنا ویسے بھی ٹھیک نہیں ہے، مانگنا حرام ہے۔ جس کے پاس ایک وقت کی روٹی ہو، اس کو مانگنا جائز نہیں ہے۔ لیکن آج کل تو مانگنے والوں کا بینک اکاؤنٹ تک کھلا ہوا ہے۔

ایک آدمی شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر بھیک مانگ رہا تھا۔ ایک ہاتھ سے لولا تھا۔ ایک دن میرے یہاں آیا کہ صاحب! میری شادی ہونے والی ہے، کوئی مجرب دوا ہے؟ میں نے کہا کہ ہے تو مگر بہت قیمتی ہے اور تم تو بھیک مانگتے ہو، تم اتنے روپے کہاں سے دو گے؟ کہنے لگا کہ صاحب! جتنی بھی قیمتی دوا ہو، میرا بینک میں اکاؤنٹ ہے، کل ہی رقم لے آؤں گا، مگر راستہ میں کسی نے اس کی جیب کاٹ لی، مجھے بتایا تو میں نے کہا کہ جیسے کمایا، ویسے گنوایا۔

کوشش کرو کہ مسجد میں نکاح پڑھاؤ تا کہ اطمینان رہے کہ کوئی فوٹوگرافر نہیں آئے گا لیکن بعض اوقات مسجد میں بھی فوٹوگرافر گھس جاتے ہیں، مساجد میں بھی بہت ہوشیاری سے رہنا پڑتا ہے، اس لیے مسجد میں جب نکاح ہو تو تھوڑی دیر میں اعلان کرتے رہو تا کہ کوئی تصویر کھینچنا شروع نہ کر دے، جیسے ہوائی جہاز میں اعلان ہوتا ہے کہ ہوا ناموافق ہے، بیلٹ باندھ لو تو ایسے ہی آج کل کیمرے والوں کی ناموافق ہوا سے ہوشیار رہو۔

دل کی تباہی کی چار علامات

میں نے نصیحت سے متعلق آیت پڑھی تو آپ کو شادی بیاہ کی نصیحت سنا دی۔ اب دوسری نصیحت سن لیں۔ مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دل کے تباہ ہونے کی چار علامات ہیں۔ یہ علامات سن کر فیصلہ کریں کہ ہمارے سینوں میں آباد دل ہیں یا ہم لوگ برباد دل رکھتے ہیں۔

پہلی علامت

دل کے تباہ ہونے کی پہلی علامت یہ ہے کہ وعظ کر کے دل خوش ہو۔ کون سی خوشی؟ نعمت پر شکر والی نہیں، اکڑفوں بڑھانے والی، کبھی نفس فوں فاں

کرتا ہے کہ آج میں نے وعظ کہا ہے اور ایسا عمدہ کہا ہے لہٰذا وعظ کہہ کر دل میں نشہ آئے کہ واہ میں نے کیا عمدہ وعظ کہا تو یہ علامت دل کی تباہی کی ہے اور دل کی سلامتی کی علامت یہ ہے کہ خوف پیدا ہو جائے کہ پتہ نہیں قبول ہے یا نہیں، ہر عمل جس کے بعد یہ خوف پیدا ہو کہ یا اللہ! میرا یہ عمل آپ کی شان کے قابل نہیں ہے لہٰذا آپ بہ تکلف میری عبادت قبول فرما لیجئے۔ یہ علامت ہے کہ یہ عمل مقبول ہے۔

واعظ کو بھی سوچنا چاہیے کہ کیا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اس وعظ کو قبول فرمائیں؟ ہوسکتا ہے کہ اسی پر پکڑ ہو جائے کہ تم نے صحیح وعظ نہیں کہا، صحیح ترجمانی نہیں کی، اس لیے وعظ کے بعد دل میں خوف پیدا ہو کہ معلوم نہیں وعظ قبول بھی ہوا یا نہیں اور اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی دعا کرو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے نہایت اخلاص کے ساتھ اللہ کے حکم سے کعبہ بنایا اور کعبہ بنا کر دعا کی رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اے ہمارے رب! ہماری عبادت آپ کی شان کے مطابق تو نہیں لیکن آپ بہ تکلف ہماری اس عبادت کو قبول فرما لیجیے، تقبل باب تفعل سے ہے اور باب تفعل کی ایک خاصیت تکلف ہے، جیسے کہتے ہیں کہ مَرِضَ زَيْدٌ زید بیمار ہوا لیکن اگر باب تفعل سے کہیں گی تَمَرَّضَ زَيْدٌ تو اس کا مطلب ہوگا کہ زید بیمار بنا یعنی زید حقیقت میں بیمار نہیں تھا بہ تکلف بیمار بنا پس تقبل میں یہ درخواست ہے کہ اے اللہ! بہ تکلف ہمارے عمل کو قبول فرما لیجیے اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ بے شک آپ سمیع اور علیم ہیں، تفسیر روح المعانی میں سمیع اور علیم کی تعریف لکھی ہے سَمِيْعٌ بِدَعَوَاتِنَا وَعَلِيْمٌ بِنِيَّاتِنَا یعنی آپ ہماری دعاؤں کو سنتے ہیں اور ہماری نیتوں کو جانتے ہیں، ہمارے اس عمل کو قبول فرمائیں، معلوم ہوا کہ ہر عمل کے بعد رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا کہنا آدابِ بندگی ہے جو نبیوں نے سکھائے ہیں۔ ہر عمل کے

بعد یہ دعا کیجئے، حاجی حج کرے تو دعا کرے کہ اے اللہ! اس حج کو قبول فرمالیں، تلاوت کریں تو دعا کریں کہ اے اللہ! اس تلاوت کو قبول فرمالیں، اللہ کے راستے میں خرچ کی توفیق ہوئی، دعا کریں کہ اے اللہ! اسے قبول فرمالیں، کوئی نفل پڑھی رونا آ گیا تو دعا کرو کہ اے اللہ! میرے یہ آنسو قبول فرمالیں۔ اکڑو مت کہ اے اللہ یہ تو قبول کرنا ہی پڑے گا، روتے رہو، عاجزی کرتے رہو، یہ آدابِ بندگی نبیوں نے سکھائے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾

(سورۃ المؤمون، آیت:۶۰)

مقبول بندوں کی علامت یہ ہے کہ اللہ کے راستے میں خوب خرچ کرتے ہیں لیکن ڈرتے بھی رہتے ہیں اور کس بات سے ڈرتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں يَخَافُوْنَ اَنْ لَّا يُقْبَلَ مِنْهُمْ ڈرتے ہیں کہ قیامت کے دن ان کے اعمال قبول ہیں یا نہیں؟ نماز سب سے بہترین عبادت ہے مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تھے تو تین مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ پڑھتے تھے۔

دل کی تباہی کی دوسری علامت

دلِ برباد کی دوسری علامت یہ ہے کہ غیر اللہ سے دل پھنسالیں، کسی کی شکل اچھی لگی اس کو ٹکا ٹک دیکھ رہے ہیں، اس سے باتیں کر کے دل بہلا رہے ہیں، غیر اللہ سے دل بہلانا دل کی بربادی کی علامت ہے کیونکہ یہ شکلیں فانی ہیں، کل کو ان شکلوں کو دیکھ کر روئیں گے، شرمائیں گے، جب ان کے منہ میں دانت اور پیٹ میں آنت نہیں ہوگی، ویسے یہ غلط محاورہ ہے، دانت تو ٹوٹ جاتے ہیں، آنتیں کیسے ٹوٹیں گی، آنتیں نہیں رہیں گی تو مر نہیں جائے گا؟ یہ محاورہ

آدھا صحیح ہے، آدھا غلط ہے۔ ایک بات چل پڑے تو آدمی دیکھا دیکھی وہی کہہ دیتا ہے غور نہیں کرتا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ بعض لوگ کہتے ہیں آج تو اتنی بھوک لگی ہے صاحب کہ میری آنتیں قل ھواللہ پڑھ رہی ہیں، میں کہتا ہوں توبہ کرو، آنتوں میں پاخانہ ہوتا ہے، آنتوں کی نسبت قرآن کی طرف کرتے ہو، سخت بے ادبی ہے، یہ محاورہ جس نے بھی جاری کیا نہایت احمق اور نادان تھا، اس لیے میں کہتا ہوں یہ ناسمجھی سے نکل گیا ہوگا اور اگر کوئی بزرگ رہے ہوں تو یہ تاویل کروں گا کہ بھولے بھالے تھے، ان کا ذہن اس طرف نہیں گیا ہوگا۔ بہرحال توبہ کرنی چاہیے۔ اس محاورے کو ہمیشہ کے لیے دفن کردو۔

سلام کرنے کا مسنون طریقہ

اسی طرح آج کل السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کی بجائے لوگ سلام علیکم کہتے ہیں۔ حضرت مولانا ابرارالحق صاحب نے بنگلہ دیش میں سب کو توجہ دلائی کہ سلام علیکم کیا ہے؟ ہمزہ ظاہر کرو، جیسے نماز میں امام صاحب کہتے ہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو نماز کے علاوہ بھی سلام کرتے وقت ہمزہ کو خوب واضح کرو۔

ایسے ہی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کی جگہ خدا حافظ چل پڑا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلام فرمایا تھا، اس کو چھوڑ دیا، مسنون طریقہ چھوڑ کر، سنت کا طریقہ چھوڑ کر ایران سے خدا حافظ درآمد کرلیا، حالانکہ نبی کے طریقے پر سلام کرنے میں زیادہ حفاظت ہے۔ السلام علیکم کے معنی ہیں کہ اللہ کی طرف سے تم پر سلامتی ہو، خدا فارسی لفظ ہے، ایرانی لفظ ہے اور دین عربی میں نازل ہوا ہے، یہی دلیل ہے کہ خدا حافظ کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پس دین میں نئ چیز مت نکالا کریں، آج کل لوگ کہتے ہیں کہ ہر چیز نئ ہونی چاہیے، پرانی چیزوں کو چھوڑنا چاہیے تو میں کہوں گا کہ زمین بھی پرانی ہے، بابا آدم علیہ السلام کے زمانہ سے ہے، چھوڑ دو اس کو، آسمان بھی نیا ہونا چاہیے، صدیوں پرانے

آسمان کے نیچے کیوں رہتے ہو؟ اور جب بریانی پکواتے ہو تو پرانا چاول کیوں تلاش کرتے ہو، نئے چاول سے کیوں نہیں پکواتے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں ۔

پرانے چاولوں کو پا نہیں سکتے نئے چاول
پکالے ان سے خشکہ، پک نہیں سکتی ہے بریانی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی چیزوں کو مٹا کر ہم تمہیں کوئی نئی چیز ایجاد نہیں کرنے دیں گے، تو خدا حافظ کا ردّ کریں اور السلام علیکم کو پھیلائیں۔

مسجد کا ایک اہم ادب

اسی طرح بنگلہ دیش کی بعض مسجدوں میں تھوک دان رکھے ہوئے تھے جس میں پان کھا کر تھوکتے ہیں اور بلغم وغیرہ بھی تھوکتے ہیں تو میں نے گذارش کی کہ یہ بتلائیں کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ مالک کے گھر اپنا بلغم چھوڑ جائیں، حکم تو یہ ہے کہ جب کھانسی آئے تو جیب سے رومال نکالو، اس میں بلغم تھوک کر واپس جیب میں رکھ لو، اس طرح کرنے سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی، لیکن مساجد میں بلغم تھوکنا منع ہے اور وہاں تو مساجد میں بلغم کا اسٹاک ہو رہا تھا لہٰذا لوگوں نے فوراً ہٹا دیا، اللہ کا شکر ہے جہاں جہاں یہ چیز بیان کی گئی وہاں سے اگالدان بڑی خوشی خوشی ہٹا دیئے گئے اور کہا کہ اللہ آپ کو جزائے خیر دے اور دعائیں بھی ملیں، بعض اوقات اس طرف ذہن نہیں جاتا بس جو چیز چل پڑے اس کی پیچھے پیچھے چل پڑتے ہیں۔

دلِ برباد کی دوسری علامت تھی غیر اللہ سے دل لگانا۔ ایک تو دل کا میلان ہوتا ہے، میلان ہونا گناہ نہیں ہے، کیسے؟ روزہ کی حالت میں دل میں پانی پینے کا میلان ہوتا ہے، دل چاہتا ہے کہ پانی پی لوں تو اس میلان سے کوئی گناہ نہیں ہوا بلکہ روزہ کا ثواب اور بڑھ گیا کہ آپ نے اپنے دل کے تقاضوں کو روکا۔ اسی طرح کسی کا عورتوں کی طرف، لڑکوں کی طرف، کسی حسین شکل کی

طرف میلان ہو لیکن وہ اس میلان سے دل میلا نہیں ہونے دیتا، نہ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہے، نہ دل میں گندے خیالات پکاتا ہے بلکہ ان تقاضوں سے بچنے کا غم اٹھاتا ہے تو اس کا ثواب بڑھ گیا، اجر بڑھ گیا۔ دل پھنسانے کے معنی یہ ہیں کہ کسی حسین شکل کی طرف آنکھیں پھاڑ کر دیکھ رہا ہے، حرام نظر ڈال رہا ہے۔

بدنظری عورتوں کے لیے بھی حرام ہے

اور جتنا مردوں کو بدنظری کرنا حرام ہے اتنا ہی عورتوں کے لیے بھی بد نظری کرنا حرام ہے۔ عورتیں سمجھتی ہیں کہ نظر بچانے کا حکم ہمارے لیے نہیں ہے، مردوں کے لیے ہے، حالانکہ قرآن میں جہاں مردوں کو حکم دیا جارہا ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلو وہیں عورتوں کے لیے بھی یہ آیت ہے:

﴿وَقُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنٰتِ یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِہِنَّ﴾

(سورۃُ النور، آیت:۳۱)

کہ ایمان والی عورتیں بھی اپنی نظریں بچائیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے لیے کیا آیت نازل ہوئی:

﴿وَاِذَا سَاَلۡتُمُوۡہُنَّ مَتَاعًا فَسۡـَٔلُوۡہُنَّ مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾

(سورۃُ الاحزاب، آیت:۵۳)

کہ اے مسلمانو! اگر تمہیں پیغمبر علیہ السلام کی بیبیوں سے کوئی سوال کرنا ہو مثلاً گھر کا کوئی سودا وغیرہ لانا ہو تو اے صحابہ! ان سے پردے کے پیچھے سے بات کرو، نبی کی بیویوں سے جو امت کی مائیں ہیں ان سے بھی بے پردہ بات کی اجازت نہیں، جن کے گھر قرآن اُتر رہا تھا، جبرئیل علیہ السلام آرہے تھے تو اس زمانے میں ان کے دل کتنے اچھے تھے، کتنے صاف تھے۔ آج ہم کہتے ہیں کہ مولویوں نے خواہ مخواہ پردہ پردہ کا شور مچا رکھا ہے، ارے ہمارا تو دل صاف ہے، نظر پاک ہے، حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نے فرمایا کہ اچھا آپ کی نظر

صاف ہے، دل پاک ہے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر کیسی تھی؟ جن کے لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم دے رہے ہیں کہ:

((یَا عَلِیُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَۃَ النَّظْرَۃَ فَاِنَّ لَکَ الْاُوْلٰی لَیْسَتْ لَکَ الْاٰخِرَۃُ))

(سنن الترمذی، کتابُ الادب، باب ماجآء فی نظرۃ فجاءۃ، ج:۲، ص:۱۰۶)

اے علی! اچانک نظر تو معاف ہے، پہلی نظر معاف ہے، دوسری جو تم قصداً ڈالو گے، ارادہ کرکے، وہ حرام ہے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر کے بارے میں فیصلہ کرو، اگر تمہاری نظر صاف ہے، دل پاک ہے تو ان کی نظر کیسی تھی، ان کا دل کیسا تھا جن کے لیے یہ حکم ہو رہا ہے۔ معلوم ہوا لوگوں کا یہ کہنا محض شیطانی چکر ہے، غلط دعویٰ ہے، کسی غیر عورت کو خالہ اماں کہنے سے کچھ نہیں ہوتا، آپا بنانے سے کچھ نہیں ہوتا، لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو ہماری آپا ہیں، منہ بولی بہن ہیں، اس طرح کہنے سے کوئی بہن نہیں بن جاتی، بولی سے کچھ نہیں ہوتا ہاں شیطان اپنی گولی مار دیتا، یاد رکھو! شریعت میں ممانی، چچی اور سالی سے بھی پردہ ہے اور بھائی کی بیوی یعنی بھاوج سے تو سخت پردہ ہے، دیور کو تو موت قرار دیا ہے۔ ایک عورت نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے شوہر کے بھائی سے پردہ کروں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ شوہر کا بھائی تو موت ہے، جتنا موت سے ڈرتی ہو اتنا اس سے ڈرو۔ دیور سے پردہ نہ کرنے کی وجہ سے کتنے واقعات پیش آرہے ہیں جن سے بے حیائیاں پیدا ہو رہی ہیں، اللہ پناہ میں رکھے! بے پردگی کے نتائج بہت شدید ہوتے ہیں۔

بے پردگی کا وبال

میں حرم میں تھا کہ میرے شیخ مولانا ابرار الحق صاحب کے پاس ایک خط آیا کہ میری بیوی میرے بھائی سے محبت کرنے لگی ہے اور رو رہی ہے کہ مجھے کوئی تعویذ پلاؤ، اب تم مجھے اچھے نہیں لگتے۔ بتائیے! شوہر سے کہہ رہی ہے کہ

تمہارے بھائی پر میرا دل آ گیا ہے، مجھے کوئی تعویذ پلاؤ تو حضرت نے لکھا کہ اختر کی لکھی ہوئی کتاب ''روح کی بیماریاں اوران کا علاج'' روزانہ پڑھ کر سناؤ۔ میں نے اللہ کا شکرادا کیا کہ میرے شیخ نے اپنے غلام کی کتاب کو پڑھنے کے لیے لکھااوراس کتاب میں میری کیابات ہے سب میرے بزرگوں کی باتیں ہیں، بزرگوں کے ارشادات ادھرادھر سے جمع کر دیئے ہیں۔

شرعی پردہ نہ کرنا بے حیائی اور بے غیرتی کی علامت ہے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ پردہ مولویوں کی تنگ نظری ہے، زیادہ ضروری نہیں ہے، اس قسم کے خبیث جراثیم جن عورتوں کے اندر گھس گئے ہیں وہ اسمبلیوں میں بکواس کرتی ہیں اوراخباروں میں پردہ کے خلاف بیان دیتی ہیں ان کا بیان ناقابلِ بیان ہے کیونکہ بے حیائی اور بے غیرتی پر مبنی ہے۔

حضرت مولانا شاہ ابرارالحق دامت برکاتہم نے ڈھاکہ کی ایک مسجد میں بیان فرمایا کہ جولوگ کہتے ہیں کہ پردہ ضروری نہیں ہے وہ خدااوررسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغاوت تو کرتے ہی ہیں، لیکن ان کے اندر عقل کی کوئی کرن موجود نہیں، ان کے اندر حماقت کی بیماری ہے۔ اس پر بعض لوگوں نے حضرت مولانا شاہ ابرار الحق دامت برکاتہم سے پوچھا کہ حضرت! جو لوگ پردے کے مخالف ہیں وہ بے وقوف کیوں ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ میں آپ لوگوں کو قرآن وحدیث کی دلیل سے پردہ کا ضروری ہونا ثابت کرتا ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کہ نہیں! عقل سے ثابت کیجیے تو حضرت نے فرمایا کہ تعجب ہے! تمہارے اندر قرآن وحدیث کی کوئی عظمت نہیں، جب تک عقل میں نہ آئے مانتے ہی نہیں ہو۔

ایک چھوٹے سے چھ سال کے بچے نے اپنے عقل پرست دہریہ ٹیچر کو ایسا دنداں شکن جواب دیا تھا کہ وہ منہ دیکھتا رہ گیا۔ وہ دہریہ ٹیچر کہہ رہا تھا کہ جو

چیز نظر نہ آئے ہم اس کا وجود تسلیم نہیں کر سکتے۔ اس لیے بغیر دیکھے ہم خدا کو کیسے مانیں؟ تو وہ بچہ کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا کہ سر! اجازت ہو تو ایک بات کہوں؟ ٹیچر نے کہا کہ کہو۔ بچے نے کہا کہ آپ نے کبھی عقل کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا کہ عقل کو تو نہیں دیکھا۔ بچے نے کہا کہ بغیر دیکھے آپ کسی چیز کا وجود تسلیم نہیں کرتے تو میں آپ کو بے عقل کہہ سکتا ہوں۔ استاد شرم سے پانی پانی ہو گئے اور اپنا سامنہ لے کے رہ گئے۔ ایک بچے نے دماغ ٹھیک کر دیا۔

بے پردگی ...... عقل کی نظر میں

توحضرت نے فرمایا کہ اب عقلی دلیل بھی سن لو۔ یہ بتاؤ کہ دودھ کو بلی سے بچاتے ہو یا کُھلا رکھتے ہو؟ سب نے کہا کہ ہم دودھ کو بلی سے بچا کر نعمت خانے میں رکھتے ہیں جس میں جالی لگی ہوتی ہے تا کہ بلی نہ پی جائے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ روٹیوں کو چوہوں سے بچاتے ہو یا ایسے ہی کھلا رکھ دیتے ہو تا کہ چوہے کھا جائیں۔ انہوں کہا کہ روٹیوں کو چوہوں سے بچا کر رکھتے ہیں۔ پھر حضرت نے پوچھا کہ گوشت جب خریدتے ہو تو چیلوں کو دِکھاتے پھرتے ہو یا اس کو جھولی میں رکھ کر چھپاتے ہو؟ کہا حضرت! چیلوں سے بہت ڈرتے ہیں اور گوشت کو چھپا کر رکھتے ہیں۔ حضرت نے پوچھا کہ نوٹوں کو تم کہا ں رکھتے ہو؟ جب ماہانہ تنخواہ ملتی ہے تو چار پانچ ہزار ایسے ہی کُھلا لیے چلتے ہو یا اندر کی جیب میں رکھتے ہو اور جیب پر بھی ہاتھ رکھے رہتے ہو جیب کتروں کے ڈر سے۔

پھر حضرت نے فرمایا کہ جب تم نوٹوں کو چُھپانا ضروری سمجھتے ہو، دودھ کو بلی سے بچاتے ہو اور گوشت کو چیلوں سے بچاتے ہو تو کیا یہ تمہاری بہو بیٹیاں تمہاری روٹیوں سے کم تر ہیں، دودھ سے کیا ان کی قیمت کم ہے، کیا یہ گوشت سے زیادہ بے قیمت ہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا اچھا یہ بتلاؤ دودھ کو خود

طاقت ہے کہ بلی کے پاس پہنچ جائے؟ گوشت کو طاقت ہے کہ چیل کے پاس اُڑ جائے؟ روٹیوں کو طاقت ہے کہ چوہوں کے پاس خود دوڑ کر چلی جائیں؟ نوٹوں کی گڈیوں کو طاقت ہے کہ اُڑ کر جیب کتروں کے پاس پہنچ جائیں؟ لیکن عورتوں کے اندر طاقت اور صلاحیت ہے کہ یہ خود بھی کھنچ کر بھاگ سکتی ہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا اچھا یہ بتاؤ کہ بلی اگر دودھ پی لے اور ایک کلو میں ایک پاؤ چھوڑ گئی تو بقیہ دودھ کیا آپ پی سکتے ہیں یا نہیں؟ سب نے کہا کہ پی سکتے ہیں۔ پھر حضرت نے پوچھا چوہے اگر روٹی کتر گئے اور آپ کو بھوک شدید ہے تو چوہوں کی کتری ہوئی روٹی آپ کھا سکتے ہیں؟ سب نے کہا کہ جی ہاں۔ پھر حضرت نے پوچھا جیب کترے نوٹ چرا کر لے گئے، لیکن بعد میں ان کو خوف آیا اور دس ہزار کی گڈی واپس کر گئے تو کیا نوٹوں میں کوئی عیب لگا؟ وہ نوٹ آپ استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ سب نے کہا جی حضرت بالکل کر سکتے ہیں، اس میں کوئی عیب کی بات نہیں۔ پھر حضرت نے پوچھا اچھا چیل گوشت اڑا کر لے گئی، تھوڑی دیر بعد پھر آئی اور بقیہ گوشت گرا گئی، اس گوشت کو دھو کر آپ پکا سکتے ہیں یا نہیں؟ یا وہ عیب دار ہو گیا؟ کیا شریعت میں اس کا کھانا ممنوع ہے؟ مفتی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، پوچھ لو، ایسے گوشت کو آپ دھو کر پکا لیں تو بلا کراہت کھا سکتے ہیں، چور اگر نوٹ چرا کر لے جائیں اور پھر واپس کر دیں تو نوٹوں میں کوئی عیب نہیں لگتا، بلی اگر دودھ پی کر چھوڑ دے تو دودھ میں عیب نہیں لگتا، چوہے اگر روٹی کتر لیں تو روٹی عیب دار نہیں ہوتی، لیکن کسی کی بہو بیٹی کو کوئی چور اٹھا کر لے جائے خواہ ایک رات کے لئے یا ایک دن کے لئے تو سارے خاندان کا سر نیچا ہو جاتا ہے، وہ لڑکی عیب دار ہو گئی۔ یہ جو روزانہ آپ اخباروں میں پڑھتے ہیں کہ فلانے کی بیٹی اغوا ہو گئی، تھانے میں رپورٹ کراؤ، مگر خاندان کا سر تو نیچا ہو جاتا ہے، اس کا رشتہ بھی نہیں لگتا کہ بھئی اس خاندان کی

بیٹی دو دن کے لئے غائب ہوگئی تھی یا کسی کے ساتھ بھاگ گئی تھی۔

پھر یہ ظالم کس منہ سے کہتے ہیں کہ پردہ غیر ضروری ہے، کس منہ سے کہتے ہیں کہ یہ اولڈ فیشن اور پرانے طریقے چھوڑنا چاہئے۔ میں کہتا ہوں کہ عقل کی ایک کرن بھی ان کے دماغ میں نہیں ہے، ان کے اسکرو ڈھیلے ہو چکے ہیں، شیطان ان کے اسکروؤں کو لوز کر چکا ہے، اصل میں یہ خباثت اور نفسانیت میں مبتلا ہیں، ورنہ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ جاپان، لندن، برطانیہ، امریکہ، تھائی لینڈ، ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ، پولینڈ جتنے بھی لینڈ ہیں جہاں بین الاقوامی اور انٹرنیشنل طور پر آج تم نے عورتوں کو دولتِ مشترکہ بنا رکھا ہے وہاں بے پردگی اور بے حیائی کے جدید فیشن سے کیا فائدہ پہنچا ہے؟ سوائے اس کے کہ ان کا نسب ثابت کرنا مشکل ہے، آج کسی انگریز کا حلالی ثابت کرنا مشکل ہے، چنانچہ برطانیہ کے بعض دوستوں نے بتایا کہ کسی انگریز سے اگر باپ کا نام پوچھ لو تو برا مان جاتا ہے، چنانچہ پاسپورٹ وغیرہ میں ولدیت میں ان کی ماں کا نام لکھا جاتا ہے۔ غلامانہ ذہنیت رکھنے والے ان فیشن پرستوں سے کہتا ہوں کہ اب بتاؤ! پردہ پر تمہیں کیا اِشکال ہے۔ اس کے علاوہ نسب کی حفاظت نہ ہونے سے انگریزوں کو اپنے ماں باپ کی محبت نہیں ہوتی، کیونکہ ان کی رگوں میں ماں باپ کا خون نہیں ہے، مشترکہ خون ہے، اس لیے ان کے ماں باپ جب بڈھے ہو جاتے ہیں تو شہر سے باہر پولٹری فارم کی طرح ایک جگہ بنائی ہوئی ہوتی ہے جس کا نام اولڈ ہاؤس ہے اس میں ان کو رکھتے ہیں اور سال میں ایک دفعہ جا کر مل آتے ہیں اور ایک بسکٹ، ایک ڈبل روٹی دے دیا اور سمجھے کہ حق ادا کر دیا لاحول ولاقوۃ الا باللہ! دوستو! دردِ دل سے کہتا ہوں کہ ان دشمنوں، ان بے وقوفوں کے پیچھے مت چلو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر چلو، ان کی سنتوں کو زندہ کرو، ساری دنیا آپ کو برا کہے آپ برداشت کریں اور کسی کی پرواہ نہ کریں۔

سارا جہاں خلاف ہو پروا نہ چاہیے
پیش نظر تو مرضیٔ جاناں چاہیے
پھر اس نظر سے جانچ کے تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہیے

غیر اللہ سے دل لگانے کے نقصانات

دل کی بربادی کی علامت غیر اللہ کے ساتھ دل لگانا ہے، غیر اللہ سے دل پھنسانے والے چین سے نہیں رہتے، زندگی ضائع ہوجاتی ہے، نہ دنیا کا رہتا ہے نہ آخرت کا، صحت بھی خراب ہوجاتی ہے، دل میں اختلاج، ہائی بلڈ پریشر، اعصابی تناؤ، نسیان کی بیماری اور نہ جانے کیا کیا امراض ہوجاتے ہیں کہ میں کہہ نہیں سکتا اور جو لوگ اپنے دل کو بچائے ہوئے ہیں، کیسے آرام سے سو رہے ہیں، سکون سے کھا رہے ہیں، کیسے مزے میں ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہی دولت نصیب فرمائیں اور غیر اللہ سے بچائیں، لیکن ماں باپ غیر اللہ نہیں ہیں، بیوی بچے غیر اللہ نہیں ہیں، جس بات سے اللہ ناراض ہوتے ہیں وہ ہے غیر اللہ۔ ماں باپ کا حق ادا کرنا، بیوی بچوں کا حق ادا کرنا، حلال روزی کمانا یہ غیر اللہ نہیں ہے، یہ عین حقوق العباد میں داخل ہے، ان کو ادا کرنا عین رضاءِ الٰہی ہے۔

دل کی تباہی کی تیسری علامت

آگے مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دل برباد ہونے کی تیسری علامت یہ ہے کہ نماز پڑھنے میں اسے مزہ نہ آتا ہو، یعنی نماز کو بڑی مشکل سے بڑی کسل مندی کے ساتھ پڑھتا ہے، نماز پڑھنا بڑی مصیبت سمجھتا ہے، لہٰذا اس کو اپنے شیخ سے مشورہ لینا چاہئے کہ اس کے دل کی سختی کیسے دور ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک خاتون آئیں

کہنے لگیں کہ میرا دل سخت ہو گیا ہے، نماز میں مزہ نہیں آتا، لہٰذا کیا کروں؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جاؤ تین دن تک موت کو یاد کرو کہ ایک دن قبر میں اترنا ہے، جنازہ تیار ہے۔ بس تین دن کے بعد وہ خاتون آئیں اور انہوں نے کہا کہ اللہ آپ کو جزائے خیر دے، موت کو یاد کیا، دل نرم ہو گیا اور میری غفلت دور ہو گئی۔ ہم بھی آج اس مراقبۂ موت سے اپنے دل کو نرم کرلیں۔ جب دل میں سختی آ جائے فوراً موت کو یاد کرو کہ موت آ گئی۔

آنے والی کس سے ٹالی جائے گی
جان ٹھہری جانے والی جائے گی
روح رگ رگ سے نکالی جائے گی
تجھ پہ اک دن خاک ڈالی جائے گی
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

پھر سوچے کہ روح نکل گئی، قینچی سے کپڑے کاٹ کر اتارے جارہے ہیں، پھر تختہ پر ڈال کر مجھ کو نہلایا جارہا ہے، کفنایا جارہا ہے، قبر میں اتارا گیا، پھر تختے لگائے گئے اور مٹی ڈال کر سب آ گئے۔ اب اللہ تعالیٰ پوچھ رہے ہیں کہ زندگی میں کیا کیا مزے اُڑائے؟ کیا کیا کام کر کے لائے ہو؟ کیا بتاؤ گے کہ میں نے فلاں جگہ سینما بنایا تھا۔ آج پتا چل جائے گا کہ قیامت تک جتنے لوگوں نے بھی سینما دیکھا ہے سب کا سارا گناہ تیری گردن پر ہے اور تیری دکان پر ٹی وی بھی تھا، جتنے لوگ جب تک ٹی وی دیکھتے رہے ان سب کا گناہ بھی تیری گردن پر ہے، لہٰذا جب تک وہ گناہ جاری رہے گا اس کا وبال تیری گردن پر ہوگا ذرا عقل کو درست کرلو، قبر میں جنازہ اترنا ہے۔

مٹنے والی شادمانی ہیچ ہے
چند روزہ زندگانی ہیچ ہے

پس اگر نماز میں دل نہیں لگتا تو دل لگنا ضروری نہیں، دل لگانا ضروری ہے، بہ تکلف دل لگائیں۔ جو شخص نماز تو بے دلی سے پڑھے، لیکن لمبے لمبے وعظ کہتا ہے، وعظ میں مزہ آتا ہے اور نماز میں دل نہیں لگاتا یہ علامت ہے دل کے برباد ہونے کی اور یہ دلیل ہے کہ اس کے دل میں اخلاص نہیں ہے، مخلوق کی تعریف سے مزہ آرہا ہے، اس لیے اس میں دل لگ رہا ہے۔ لمبے وعظ اللہ والوں نے بھی کہے ہیں۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تین تین گھنٹے وعظ کیا ہے۔ اللہ والے وعظ کہہ کر اکڑتے نہیں، بلکہ ڈرتے ہیں کہ معلوم نہیں قبول بھی ہے یا نہیں۔ اللہ والوں کا وعظ خالص اللہ کے لیے ہوتا ہے اور دنیا دار واعظین وعظ کہہ کر اُجرت لیتے ہیں۔

دل کی تباہی کی چوتھی علامت

دل کے برباد ہونے کی چوتھی علامت یہ ہے کہ جس کسی کی بھی اس کو دعوت مل جائے فوراً تیار ہو جائے۔ نہ یہ پوچھے کہ وہاں پر بے پردہ عورتیں ہوں گی، وہاں فوٹو گرافر تو نہیں آئے گا، یعنی خلافِ شرع کام تو نہیں ہوں گے۔ میں نے عرض کر دیا کہ جس مجلس میں خلافِ شرع کام ہو رہا ہو وہاں سے اُٹھ جانا واجب ہے، مثلاً دعوت کھا رہے ہیں اور میزبان نے قطعی اطمینان دلایا تھا کہ وہاں فوٹو گرافر نہیں آئے گا، لیکن اگر کھانے کے دوران اچانک آ گیا اور فوٹو کھینچنے لگا تو کھانا چھوڑ کر فوراً وہاں سے اُٹھ جانا چاہیے، خواہ ایک ہی لقمہ کھایا ہو۔ اللہ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ اس وقت فرار واجب ہے، قرار نہیں، سن لو! اس وقت وہاں بیٹھنا جائز نہیں ہے۔ کیا دلیل ہے؟ ملا علی قاری فرماتے ہیں

لَایَجُوْزُ الْحُضُوْرُ عِنْدَ مَجْلِسٍ فِیْهِ الْمَحْظُوْرُ جس مجلس میں منکر ہورہا ہو، مثلاً وہاں فوٹو کھینچا جارہا ہو، آپ کا نہیں خواہ دوسروں کا کھینچا جارہا ہو وہاں بھی بیٹھنا جائز نہیں ہے، منکر تو ہورہا ہے، اللہ کی نافرمانی ہورہی ہے، وہاں قرار جرم ہے، مثلاً کسی مجلس میں حکومت کی بغاوت ہورہی ہے اور کوئی وہاں کھڑا رہے، چاہے خود باغی نہیں ہے، مگر حکومت کی نظر میں وہ باغی شمار ہوگا، کیونکہ باغیوں کے ساتھ کھڑا ہے، اس لئے ہم اللہ سے توبہ کرتے ہیں، جہاں جہاں ہم سے کوتاہی ہوئی ہے، اللہ ہم سب کو معاف فرمائیں، توفیقِ توبہ نصیب فرمائیں اور اے اللہ! تیرے بھروسے پر عزم کرتے ہیں کہ کسی کو خوش کرنے کے لئے اے اللہ! آپ کو ناخوش نہیں کریں گے۔ خواجہ صاحب کا شعر یاد آیا بڑا پیارا شعر ہے ؎

حال میں اپنے مست ہوں، غیر کا ہوش ہی نہیں
رہتا ہوں میں جہاں میں یوں، جیسے یہاں کوئی نہیں

قانونِ الٰہی میں دخل اندازی کرنا بغاوت ہے

میں نے ایک بات عرض کی تھی کہ بے پردگی کے خلاف جب علماء احتجاج کرتے ہیں تو اسمبلی میں بھی چند فیشن ایبل قسم کی خواتین جو شریعت اور قرآن وحدیث سے ناواقف ہیں وہ اپنا بیان دے دیتی ہیں کہ ملاؤں کا بیان ہم نہیں سننا چاہتیں، ہم پردے میں نہیں رہنا چاہتیں۔ ارے! خدا کے قانون میں کیوں دخل دیتی ہو؟ تمہارا جو جی چاہتا ہے تم وہ کرو، خود بھگتو گی، لیکن یہ بیان دے کر اپنا شمار باغیوں میں نہ کرو، اس لیے تمہارا یہ بیان نا قابلِ بیان ہے، یعنی یہ بیان مردود ہے مبغوض ہے، سوتم اپنی قبروں میں آگ کے انگارے مت بھرو۔ اگر کوئی کہے کہ ان کا بیان نا قابلِ بیان کیوں ہے تو جواب یہ ہے کہ جو بیان مردود ہوتے ہیں وہ نا قابلِ بیان ہوتے ہیں، مطرود ہوتے ہیں۔

میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم جمعہ کے دن ایک حدیث سناتے ہیں، وہی حدیث سنا کر میں مجلس کو ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس مجلس کو ہدایت کا ذریعہ بنا دیں۔ ہم کہاں تک بیان کریں گے، اللہ کے دین کا احاطہ کون کرسکتا ہے؟ ارے! ان کی رحمت کا کچھ بہانہ ڈھونڈ لیتے ہیں کہ اللہ اپنی رحمت کو بہانہ بنا دیں۔ ہماری اس گذارش کو میری زبان اور آپ کے کان کو اللہ قبول کرلیں اور اپنی ہدایت کا بہانہ بنا دیں۔ میں سارا دین کیسے ایک گھنٹہ میں بیان کرسکتا ہوں، لیکن جب اللہ تعالیٰ ہدایت کا فیصلہ کریں گے تو ہمیں سارا دین اللہ عطا فرما دیں گے، ہمیں خود فکر ہوجائے گی، خود بخود توفیق ہوجائے گی بہشتی زیور پڑھنے کی، تعلیمِ اسلام پڑھنے کی اور علماء سے پوچھ پوچھ کر عمل کرنے کی، مثلاً علماء سے پوچھنا چاہیے کہ نماز سنت کے مطابق کیسے پڑھی جاتی ہے؟ میں بھی اپنے دوستوں سے کہتا ہوں کہ آ کر پوچھو، میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ کو سنت کے مطابق پوری نماز سِکھا دوں گا۔

سنت کے مطابق نماز پڑھنا سیکھو

حضرت شاہ ابرارالحق صاحب نے فرمایا کہ میں نے مفتی محمود الحسن صاحب صدر مفتی دیوبند سے پوری نماز سیکھی کہ کیسے رکوع کیا جاتا ہے، کیسے سجدہ کیا جاتا ہے، قیام کی کیا سنت ہے، قعدہ کی کیا سنت ہے؟ بڑے بڑے علماء تو سیکھ رہے ہیں، مگر ہم جیسے کہ کوئی پروفیسر ہے، کوئی تاجر ہے، ہم کو فکر نہیں کہ ہم سنت کے مطابق نماز سیکھیں۔ آپ کسی دن خانقاہ میں آیئے، ہم سے کہیے کہ ہم کو سنت کے مطابق نماز سکھایئے، ہم آپ کو ان شاء اللہ تعالیٰ نیت باندھنے سے لے کر سلام پھیرنے تک کی تمام سنتیں پیش کریں گے۔ اس ایک مجلس میں تمام کام نہیں ہوسکتے، لہٰذا اس کے لئے کوئی اور وقت نکالیے۔ اگر فی الحال وقت نہیں

ہے تو ''آئینۂ نماز'' ایک کتاب ہے مفتی سعید احمد صاحب مفتی اعظم سہارن پور رحمۃ اللہ علیہ کی۔ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نے مجھ کو لکھا کہ یہاں لوگ اس کتاب سے نماز پڑھتے ہیں، لہٰذا اس کو خرید لیا جائے۔ اور میرا ایک رسالہ ہے ''پیارے نبی ﷺ کی پیاری سنتیں'' وہ یہاں خانقاہ سے مفت میں مل جائے گا۔

جمعہ کے دن کے سات اعمال

اب میں جمعہ کے سات اعمال والی حدیث سنائے دیتا ہوں۔ جمعہ کے دن کے سات عمل کو صحاحِ ستہ کے چار محدثین نے روایت کیا ہے۔ امام ابوداؤد نے، امام ابن ماجہ نے، امام ترمذی نے اور امام نسائی نے یہ روایت بیان کی کہ جمعہ کے دن جو یہ سات عمل کرلے تو مسجد تک جتنے قدم چلے گا ہر ایک قدم پر ایک سال نفلی نماز کا اور ایک سال کے نفلی روزوں کا ثواب ملے گا مثلاً اگر سو قدم پر مسجد ہے تو سو برس کی نماز کا ثواب اور سو برس کے روزوں کا ثواب مل جائے گا۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ صحاح ستہ میں کسی عمل پر اتنی فضیلت وارد نہیں ہے جتنا کہ اس عمل پر ہے اور عمل بھی اتنا آسان کہ یہ ڈر بھی نہیں کہ بھائی جب اتنا ثواب ہے تو بڑا مشکل عمل ہوگا، بہت آسان عمل ہے سن لیجیے:

(۱)...... غسل کرنا۔

(۲)...... اچھے کپڑے پہننا۔

(۳)...... مسجد جلدی جانے کی کوشش کرنا۔

(۴)...... پیدل جانا مَشٰی وَلَمْ یَرْکَبْ سواری پر نہ جائے، لیکن جو ضعیف، کمزور اور بیمار ہو وہ مستثنیٰ ہے، اس کو سواری پر جانے سے بھی ان شاء اللہ پیدل جانے ہی کی فضیلت حاصل ہوگی۔

(۵)...... امام کے قریب بیٹھنا۔

(۶)...... خطبہ غور سے سننا۔

(۷)...... کوئی لغو کام نہ کرنا، یعنی فضول و بے ہودہ حرکت نہ کرے۔

یہ سات عمل ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن جو یہ سات اعمال کرے گا اس کو مسجد تک ہر قدم پر ایک سال کے روزوں کا اور ایک سال کی نفلی نمازوں کا ثواب ملے گا اور سید الانبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عشاق کو حکم دیا کہ جمعہ کے دن مجھ پر درود شریف زیادہ پڑھو۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے بعد بھی ہم درود نہ پڑھیں تو کتنی نالائقی اور محرومی کی بات ہے۔ اس کے بعد ان شاء اللہ، کھانے پینے کی سنتیں بھی سناؤں گا۔ مذاکرہ کا سلسلہ رہنا چاہئے۔ سنتوں کی کتاب خرید لیجیے۔ اس میں سنت دیکھئے، مثلاً کھانا ہاتھ دھو کر دستر خوان بچھا کر کھانا چاہیے اور بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی بَرَكَةِ اللّٰهِ پڑھ کر کھانا چاہیے۔ یہ سب سنتیں ہیں، لیکن آج دیکھتا ہوں کہ کوئی کھڑے ہو کر کھاتا ہے، کوئی میز کرسی پر کھا رہا ہے، یہ سب حال دیکھ کر دل روتا ہے۔ ارے میاں! قالین دری بچھاؤ، کچھ نہیں ہے تو بوریا بچھالو، چٹائی بچھالو، ورنہ ایسے ہی فرش پر بیٹھ جاؤ، دستر خوان بچھا کر کھاؤ، دیکھو دل میں کتنا نور پیدا ہوتا ہے۔ اللہ سے دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

دعا کا مسنون طریقہ

دعا کا اصل حکم تو یہی ہے چپکے چپکے مانگنا اور گڑگڑا کر مانگنا، لیکن اجتماع میں صحابہ سے جہراً مانگنا بھی ثابت ہے، لہٰذا تعلیم بھی ہو جاتی ہے کہ اس طرح سے دعا مانگنا چاہئے، لیکن میں انشاء اللہ پہلے دو ایک منٹ خاموشی سے دعا کروں گا، پھر زور سے کروں گا۔ پہلے اپنے اپنے مقاصد کا خیال کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ اس مجلس کو قبول فرمائے، پہلے درود شریف پڑھ لیا جائے اور آخر میں بھی درود شریف

پڑھ لیا جائے، اوّل آخر درود شریف پڑھنے سے دعا جلد قبول ہو جاتی ہے، ورنہ دعا معلق رہتی ہے، آسمان کے اوپر نہیں جاتی۔

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کی اصلاح فرما دے، ہم میں سے ہر ایک کو اپنا بنا لے، جتنا بڑا مجمع ہے سب کی دعا سب کو مل جائے، سب کی دعا ہر شخص کے حق میں ہو جائے۔ اور دعا کی سنت کیا ہے؟ دیکھو! بعض لوگوں کے ہاتھ کی انگلیاں اٹھی ہوئی ہیں منہ کی طرف ہیں، کوئی مٹھی باندھے ہوئے ہے جیسے حقہ پی رہا ہے، کوئی انگلیوں کو انگلیوں میں کیے ہوئے ہے، لیکن دعا کی سنت یہ ہے کہ دعا میں ہتھیلیوں کو سینہ کے سامنے پھیلائیں اور ہتھیلیوں کا رخ آسمان کی طرف ہو۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں لِاَنَّ السَّمَآءَ قِبۡلَۃُ الدُّعَآءِ دعا کا قبلہ آسمان ہے۔ ہتھیلیوں کا رُخ آسمان کی طرف ہو، انگلیاں پھیلی ہوئی ہوں، سب آسمان کی طرف رخ رکھتی ہوں اور تھوڑا سا دونوں ہاتھوں میں فاصلہ ہو اور درود شریف پڑھ کر کہ دعا کی جائے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَبَارِکۡ وَسَلِّمۡ یا اللہ! ہم میں سے ہر ایک کی اصلاح فرما دے، یا اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو اللہ والی زندگی اور تقویٰ والی زندگی نصیب فرما دے، یا اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد فرما کر اپنی غلامی کی اور فرماں برداری کی نعمت نصیب فرما دیجئے، یا اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو صحتِ جسمانی اور صحتِ روحانی نصیب فرمائیے، ہم میں سے ہر ایک کو ہر قسم کے گناہوں کو چھوڑنے کی توفیق نصیب فرمائیے، یا اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو اپنا محبوب اور اپنا مقبول بندہ بنا لیجئے، ہم میں سے ہر ایک کے بچوں کو نیک بنا دیجئے، ہم میں سے ہر ایک کی تجارت کو حلال رزق نصیب فرمائیے، دنیا میں بھی عافیت سے رکھیے اور آخرت میں بھی عافیت سے رکھیے، جو لوگ یہاں آئے ہمارے عزیز، دوست، احباب سب مسلمانوں کے لئے دعا

قبول فرمائیے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَدَوَامَ الْعَافِيَةِ وَالشُّكْرَ عَلَى الْعَافِيَةِ، اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اے اللہ! جتنی بھلائیاں آپ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگیں وہ بھلائیاں ہم سب کو نصیب فرمائیے اور جتنی برائیوں سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی، ان سب سے پناہ نصیب فرمائیے، آمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

ٹی وِی کے نقصانات

دیکھ کر ٹی وِی کو اب ہیں لوگ ٹی بی کا شکار
جُرمِ ڈاکہ جُرمِ چوری جُرمِ عشق زُلفِ یار
دوستو! ٹی وِی کو ویٹو کر کے دیکھو پھر بہار
دل میں اپنے چین وراحت کی فضائے سازگار

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

فریادِ اختر در یادِ دلبر

یہ نظم چھتاری منزل علی گڈھ میں لکھی تھی جب احقر حضرت اقدس پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ وہاں مہمان تھا:

رہوں روز وشب گرچہ باغ ارم میں　　وہ دونوں جہاں دیں عموم کرم میں
کروں عیش گو ہر طرح کی نِعَم میں　　عطا ہفت اقلیم ہو ہر قدم میں
مرے دل میں تیرا اگر غم نہیں ہے
تو یہ ساری راحت کم از سم نہیں ہے

بہت خوش نما ہیں یہ بنگلے تمہارے　　یہ گملوں کے جھرمٹ یہ رنگیں نظارے
ارے جی رہے ہیں یہ کس کے سہارے　　کہ مرنے سے ہوجائیں گے سب کنارے
اگر قرب جانِ بہاراں نہیں ہے
یہ ننگِ خزاں ہے گلستاں نہیں ہے

تمہیں سے ہے جنت بھی جنت ہماری　　نہ ہو تم تو جنت میں بھی ہوں میں ناری
محبت کی دل پر لگے ضرب کاری　　مری کامیابی کی آجائے باری
مری جاں کا کوئی سہارا نہیں ہے
بجز تیرے کوئی ہمارا نہیں ہے

یہ ہے عشق میں امتحاں کس بشر کا　　بنائے ذبیحہ جو اپنے پسر کا
پدر سے ہے اعجاز قلب و جگر کا　　پسر سے ہے اعجاز تسلیم سر کا
ترے حکم پر کیا گوارا نہیں ہے
کوئی تجھ سے بڑھ کر پیارا نہیں ہے

ترے عشق کے غم کا ادنیٰ اثر ہے　　　کہ جاں سر بکف زیر تیغ و تبر ہے
بکوئے ملامت کوئی دربدر ہے　　　بشوقِ شہادت کوئی دار پر ہے
اگر آپ کا غم ہمارا نہیں ہے
مجھے ہر دو عالم گوارا نہیں ہے

ملائک ز خونِ شہیدانِ ملت　　　محبت کی ہمت سے ہیں محوِ حیرت
کہا تھا کہ مفسد بشر کی ہے فطرت　　　ولے شاد باش اے جنونِ محبت
ترے غم سے بڑھ کر کوئی غم نہیں ہے
بشر سے یہ اعجاز غم کم نہیں ہے

بہت سے سلاطیں ہوئے گھر سے بے گھر　　　دِلوں میں جب ان کے کیا عشق نے گھر
مزہ ان کو آیا جو اس سنگ در پر　　　تو پایا فقیری کو شاہی سے بہتر
وہ دل جس میں جلوہ تمہارا نہیں ہے
وہ دل سب کا ہو پر تمہارا نہیں ہے

کبھی تو بہ آہ و فغاں رو رہا ہوں　　　کبھی دل ہی دل میں نہاں رو رہا ہوں
کبھی اک خلش سی محض پا رہا ہوں　　　کبھی خون آنکھوں سے برسا رہا ہوں
ترے غم کا جو ہائے مارا نہیں ہے
کسی کا وہ ہو پر تمہارا نہیں ہے